Fikr-o-Nasar (Islamabad) 30:1-2 (1992)

تازیانہ کی سزا دی گئی۔" (۸۳)

رسول عربیؐ ـــــــ از پروفیسر جی۔ ایس دارا

"رسول عربیؐ" یا "محمد کی سرکار" ایک سکھ مصنف پروفیسر جی ایس دارا بار ایٹ لا (سردار گوردت سنگھ دارا) کی تصنیف ہے، جو ہائی کورٹ پنجاب کے ایڈووکیٹ اور رسالہ "انڈیا" لندن کے ایڈیٹر تھے ان کا تعلق پنجاب کے ایک معزز اور علم دوست سکھ گھرانے سے تھا ان کے والد محکمہ مال میں تحصیلدار تھے وہ خود بھی ۱۸ سال کی عمر میں نائب تحصیلدار کی حیثیت سے ملازم ہوئے لیکن ان کی طبع آزادی پسند ملازمت کی پابندیاں برداشت نہ کر سکی تو ۱۹۱۴ میں بیرسٹری کر کے ملازمت سے استعفیٰ دیدیا اور وکالت شروع کر دی مگر اس پیشہ میں بھی نہ چل سکے اس لئے ۱۹۱۹ء ـ ۱۹۲۰ء میں انگلستان کا رخ کیا اور ایک انگریزی رسالہ "انڈیا" نکالا جسے خسارہ کے باوجود انہوں نے بڑی محنت اور ایثار سے جاری رکھا "انڈیا" ہندوستان کی تحریک آزادی کا علمبردار تھا، لیکن کانگریس کی بہت سی باتوں بالخصوص اس کی "ہندو پرستی" سے اختلاف رکھتا تھا، ۱۹۱۹ء میں جب وہ لاہور سے لندن منتقل ہوئے تو اس کتاب کا مسودہ ان کے پاس تیار تھا جس میں وہ اضافہ و ترمیم کرتے رہتے تھے، ۱۹۲۰ء میں سید سلیمان ندوی، مولانا محمد علی جوہر کے ساتھ وفد خلافت میں لندن گئے تو مصنف نے اپنی کتاب کا مسودہ انہیں دکھایا اور سید صاحب مصنف کی "بے تعصبی اور توحید پرستی" سے بہت متاثر ہوئے اور "اشاعت اول کے لئے دیباچہ بھی عطا فرمایا" (۸۴) جس میں سید صاحب نے دل کھول کر "رسول عربی" کی تعریف کی، لکھتے ہیں:

" دارا صاحب نے پیغمبر اسلام کی سوانح عمری بڑی بے نفسی اور بے تعصبی کے رنگ میں لکھی ہے، کتاب کے حرف حرف سے عشق و محبت کے آب کوثر کی بوندیں ٹپکتی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے کا قلم کس جوش و خروش کے دریا میں بہتا جا رہا ہے ...... یہ ناممکن ہے کہ کوئی نامسلم اس سے زیادہ خلوص و محبت کی نذر دربار رسالت میں پیش کر سکتا اور یہی اس کتاب کی بہترین خصوصیت ہے۔" (۸۵)

اس کتاب کی اشاعت اول ۱۹۲۴ء یا ۱۹۲۷ء میں دھلی سے ہوئی جبکہ دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۱ء میں

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

شاعر اسلام حفیظ جالندھری کے زیر اہتمام مجلس اردو ماڈل ٹاؤن لاہور نے چھاپا جو "۶ x "۱۱ کے ۱۹۰ صفحات پر مشتمل تھا اور اس وقت یہی راقم الحروف کے زیر نظر ہے۔

اس کتاب کا محرک مصنف کے الفاظ میں "پیغمبر اسلامؐ کی شان کے خلاف اس نوع کی کہانیاں اور من گھڑت قصے ہیں جن کے سننے سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ' جنہوں نے مصنف کو پیغمبر اسلامؐ کی زندگی کے حالات خود پڑھنے پر اکسایا تاکہ وہ قصوں کی تردید یا تصدیق کر سکیں " جوں جوں ان کا مطالعہ بڑھتا گیا آنحضرتؐ کی عظمت ان کے دل میں سوا ہوتی گئی جس نے حاصل مطالعہ کو کتابی صورت دینے کی راہ دکھائی اور سردار صاحب کے اپنے الفاظ میں "پنجابی ' ہندی ' اردو فارسی ' عربی کے پھول ' جہاں جہاں سے مجھے دستیاب ہوئے میں نے اپنے گلدستہ کے لئے چن لئے اور نام اس کا "رسول عربی" رکھ کر قوم کی خدمت میں نذر کیا"۔(۸۶)

کتاب کے مارکیٹ میں آنے پر ان کے غیر مسلم اور نو تعلیم یافتہ دوستوں نے بھی "کتاب کو مسلم دوستوں کا اثر" قرار دیا جبکہ بعض ایک نے یہ الزام دیا کہ:

"اس طرح کی کتابیں وہی مصنف لکھا کرتے ہیں جن کو ضرورت زر و زن کی ہو " لیکن درویش منش اور انصاف پسند مصنف کے خیالات میں کوئی تبدیلی نہ آئی بلکہ بیس سال بعد انہوں نے اسے اسی انداز میں دوبارہ چھپوانے کا اہتمام کیا اور اس مرتبہ شیخ سر عبدالقادر اور حفیظ جالندھری نے ان سے تعاون کیا چنانچہ شیخ عبدالقادر نے طبع ثانی کے لئے "تقریب" بھی لکھی جس میں وہ کتاب کے محرک تصنیف پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ان (جی۔ ایس دارا) کو جو سچی ارادت اپنے بزرگ گورو نانک جی سے ہے غالبا" وہی اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی ہو گی ' گورو نانک جی شمع توحید کے پروانے تھے اور پیغمبر اسلامؐ کے پیغام کی دل سے قدر کرتے تھے"(۸۷)

شیخ سر عبدالقادر مزید لکھتے ہیں "خود مسلمانوں کے لئے ایسی کتاب کی اشاعت اس لئے خاص دلچسپی رکھتی ہے کہ ان کی محبت اپنے پیغمبرؐ سے اور مضبوط ہوتی ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ دوسرے بھی ان کے احسانات کو مانتے ہیں فطرت کے اس جذبہ کو غالب نے کس خوبی سے بیان کیا ہے۔

سب رقیبوں سے ہوں نا خوش پر زنان مصر سے
ہے زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعان ہو گئیں

میں بھی اپنے دوست دارا صاحب سے خوش ہوں کہ وہ "ماہ عرب" کی تعریف میں ہم نوا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ میرے مسلمان بھائی بھی ان کی انصاف پسندی اور عقیدت مندی کی داد دیں گے۔"(۸۸)

دوسرے ایڈیشن کے ساتھ حفیظ جالندھری کا " پیش لفظ " بھی شامل ہے جس میں انہوں نے لندن میں دارا صاحب سے ملاقات' ان کی کتاب کو دوبارہ چھپوانے کے اشتیاق اور اس کے لئے ان کی طرف سے جملہ حقوق دائمی طور پر پبلشر کے نام محفوظ کر دینے کی پیشکش کا ذکر کیا ہے پھر مجلس اردو کی طرف سے اس کی اشاعت کے بارے میں لکھا ہے کہ "یہ محض وعدے کا پاس ہی نہیں بلکہ ایک سکھ محب رسول کی تصنیف کو شائع کرنے پر حصول ثواب کا شوق تھا جس کے باعث یہ کتاب مجلس اردو کی طرف سے شائع کی گئی" وہ مزید لکھتے ہیں "مجھے امید ہے کہ اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا ذوق شوق سے پڑھا جائے گا اس سکھ بزرگوار کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا جائے گا جس نے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح اظہار محبت کیا جیسا کہ ایک مسلمان کو کرنا چاہیے۔"(۸۹)

کتاب کا انداز بیان اور طرز نگارش اتنا عقیدت مندانہ ہے کہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کو "اخبار ہمدرد" میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھنا پڑا "جی - ایس دارا کا نام اب تک لندن کے ایک انگریزی رسالہ انڈیا کے ایڈیٹر کی حیثیت سے معروف تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ ان کا کعبہ لندن نہیں کعبہ حجاز ہے ان کی آنکھیں برقی جگمگاہٹ سے نہیں ' روح کی نورانیت سے منور ہو رہی ہیں - - - - - - - - "رسول عربیؐ" اس مختصر و جامع رسالہ کا نام ہے جو دارا صاحب کے تخم محبت کا ثمر اولین ہے اس میں سرور عالم صلعم کے حالات مبارک شروع سے آخر تک اس انداز میں جمع کئے گئے ہیں کہ اکثر مقامات پر ایک مسلمان کو بھی اس خلوص نیاز پر رشک آنے لگتا ہے۔"(۹۰)

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے اور ہر حصہ کئی ابواب میں منقسم ہے ' ابواب کی مجموعی تعداد ۲۵ ہے کتاب کی ابتدا میں مصنف نے "بحضور رسول عربیؐ" کے عنوان سے جو پیرا گراف لکھا ہے۔ اس میں بڑے عقیدت مندانہ انداز میں سرزمین عرب ' ہمالیہ کی بلند چوٹیوں اور آب

گنگا سے خطاب کیا ہے اور انہیں آنحضرتؐ کی فضیلت سے آگاہ کیا ہے وہ ایک طرف اردو ادب کا شاہکار ہے اور دوسری طرف عشق و محبت اور عاجزی و انکساری کا مرقع ہے' ملاحظہ فرمائیے۔

بحضور رسول عربیؐ

ایک صاحب کمال آیا جس نے جلوہ حق دکھایا جس کسی نے اسے پریم کی آنکھوں سے دیکھا اس کی تمنائے زندگی پوری ہو گئی جس کی نگاہ شوق اس پر پڑی اسے منہ مانگی مراد مل گئی جس بشر کو اس من موھن نے اپنا درشن دیا اس کے جنم بھر کا پاپ کٹ گیا۔

آناں کہ خاک رابہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے کنند

اے عرب! کیا ہی عجب ہوں گے تیرے بھاگ جو تو نے نور خدا اپنی آنکھوں دیکھا کیا ہی اچھے ہوں گے تیرے بخت جو تو نے حبیب خدا کے اپنی آنکھوں درشن کئے"

"اے سر زمین عرب! آج وہ دن ہے کہ تیرا نام ورد زبان جہاں ہے اور خلق خدا تیرا ذکر خیر کرتی ہے کون آنکھ ہے جو تیرے درشن کو نہیں ترستی وہ کون دل ہے جو تیری دید کی تمنا نہیں رکھتا وہ کون ملک ہے جس نے تیرے شاہ کا سکہ نہیں مانا اور وہ کون فرمانروا ہے جس نے تیری حشمت اور دبدبہ کو نہیں جانا اے خطہ عرب! تو نے اب پرانا جامہ اتارا' تو نے نیا اوتار دھارا' اے عرب تو نے نیا جنم پایا کیونکہ تجھے رسول خدا ہاتھ آیا اے عرب! رب کے رنگ نیارے ہیں داتا جسے چاہے دیدے ورنہ تیرے ہاتھ آئے یہ دولت محمدی' تجھے نصیب ہو یہ جمال احمدیؐ۔

اے ہمالیہ کی بلند چوٹیو! تم ہی کچھ کہو' سینکڑوں رشیوں نے تمہاری شفقت اور پیار کی گود میں نواس کئے صد ھا جوگیوں نے تمہارے پہلوئے محبت میں جوگ کمائے ہزاروں تپشروں نے تمہاری آغوش الفت میں تپ دھارے' لاکھوں گروؤں سدھوں نے تمہارے ہاں چرن کنول ڈالے۔

اے کوہ ہمالیہ! مگر سچ کہنا کہیں دیکھا ہے تو نے وہ مکہ کا راج دلارا' کہیں نظر پڑا ہے تجھے بھی وہ مدینہ کا پیارا۔

اے رود بار گنگا' تیرے پوتر جل نے پجاریوں کو رام نام جپایا تیری سیتل لہروں نے

مسافران عدم کو تھپک تھپک کر ابد کی نیند سلایا ' تیرے پاک پانی نے پریم کے جوت کا دیا ہر پری کے من میں جلایا تیرے میٹھے گھونٹوں نے معرفت کے تشنہ لبوں کو آب کوثر کا مزہ چکھایا۔

اے موج گنگا ! جس کسی کی آنکھیں تجھ سے دو چار ہوئیں تو نے اسے گنگ منتر پڑھا کے چھوڑا جو تشنہ لب تیری نظر پڑا ' تو نے اسے گنگا جل پلا کے چھوڑا۔

اے آب گنگا ! آخر یہ تو کہہ کہیں اس آب زمزم والے سے بھی تیری آنکھ لڑی۔ کہیں اس مکی مدنی نے بھی تجھ سے کوئی گنگا جلی بھری۔

اے تاجدار عرب ! سنتے ہیں ' تیری چھب عجب موھنی تھی اور تیرا روپ انوپ تھا۔ اے دلدار عرب ! کہتے ہیں تیری پریت کی جوت جس من میں جگی وہ بجھائے نہ بجھی۔ جس آنکھ پر تیری نگاہ پڑی وہ پھر تیری ہی ہو رہی۔"

اس کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے حصہ اول میں عرب کا مختصر حال ' آنحضرتؐ کے والدین' آپ کی آمد کی صحائف آسمانی میں بشارت و ولادت سے نزول وحی تک ' حصہ دوم میں نزول وحی سے مدینہ میں آمد حصہ سوم میں جنگ بدر سے جنگ خیبر اور حصہ چہارم میں عہد نامہ حدیبیہ سے الوداعی حج و رحلت کے واقعات ترتیب وار درج کئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر انور محمود خالد جی۔ ایس دارا پر شردھے پرکاش دیو جی اور کار لائل جیسے مصنفین کا خوشہ چین ہونے کا الزام رکھتے ہیں (۹) لیکن جی۔ ایس دارا نے تو خود "تمہید" کے زیر عنوان اعتراف کیا ہے کہ پنجابی ' ہندی ' اردو فارسی اور عربی کے پھول جہاں جہاں سے اسے دستیاب ہوئے اس نے گلدستہ کے لئے چن لئے۔ یوں بھی سیرت رسول کے بنیادی ماخذ ایک ہی جیسے ہیں۔

رسول عربیؐ کی اصل اہمیت اسکے سوانحی مواد سے زیادہ اس کے شاعرانہ اسلوب بیان کے باعث ہے عبارت میں عربی اور فارسی کے پہلو بہ پہلو ہندی الفاظ عجب بہار دکھاتے ہیں کئی مقامات پر عبارت مقفی ہے اور مصنف نے موقع و محل کے مطابق مختلف واقعات کی توضیح اور زور بیان کے لئے قرآنی آیات ' یوحنا کے اقتباسات ' مسدس حالی ' عربی ' فارسی اور اردو کی نعتوں کا استعمال کیا ہے ' مختصر یہ کہ اسلوب بیان کے لحاظ سے "رسول عربی" ایک سکھ کے مخلصانہ جذبات کی ایک دلچسپ اور دوامی یادگار ہے۔

پیغمبر اسلام از لالہ رگھو ناتھ سہائے بی۔اے

رائے صاحب لالہ رگھو ناتھ سہائے بی اے سابق پرنسپل کی یہ کتاب ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بارے میں محمد خالد اختر نے رسالہ افکار کراچی کے ندیم نمبر(شمارہ جنوری'فروری ۱۹۷۵ء) میں بزعم خود انکشاف کرتے ہوئے لکھا تھا کہ تین سو صفحات پر محیط یہ کتاب دراصل احمد ندیم قاسمی نے لالہ رگھو ناتھ کے لئے "تین سو روپے" معاوضہ پر لکھی تھی'اور یوں "یہ ایک نادار فاقہ کش مصنف کے استحصال کی ایک دلچسپ مثال ہے" جبکہ احمد ندیم قاسمی نے بھی ڈاکٹر انور محمود خالد کے مکتوب کے جواب میں ۱۸ / اپریل ۱۹۷۹ء کو انہیں لکھا "یہ کتاب انہوں نے" ایک ہندو بزرگ کی فرمائش پر لکھی تھی جو حضور کے بہت عقیدت مند اور معترف تھے۔ کتاب ایک عقیدت مند ہندو کے نقطہ نظر سے لکھی گئی تھی۔ "ازواج مطہرات کے بارے میں باب خاصی محنت سے لکھا گیا تھا کیونکہ ہندو حضور کی زندگی کے اس حصے پر بطور خاص معترض ہوتے تھے اور (مصنف) ہندو بزرگ چاہتے تھے کہ اس صورت حال کا منطقی اور قابل قبول جواز پیش کیا جائے سو وہ میں نے کیا اور وہ بہت خوش ہوئے شاید ستر روپے کا معاوضہ تھا' جس میں انہوں نے اس باب کو دیکھ کر مزید اضافہ کر دیا"۔

محمد خالد اختر کا دعویٰ کہ یہ دراصل احمد ندیم قاسمی کی تصنیف ہے' ندیم قاسمی کی اپنی وضاحت کے بعد غیر موثر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قاسمی صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ یہ ہندو بزرگ حضورؐ کے نہ صرف عقیدت مند تھے بلکہ ازواج مطہرات کے باب میں جو محنت قاسمی صاحب نے کی اس سے متاثر ہو کر طے شدہ معاوضہ کی رقم بڑھا دی جو خالد اختر کے بقول تین سو روپے ہو گئی۔ اس دور کے تین سو روپے آج کے کئی ہزار بنتے ہیں اس لئے اسے "استحصال" کی مثال قرار دینا زیادتی ہے۔ رہی کسی دوسرے سے کتاب لکھوانے کی بات' تو یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور اس صف میں اس صدی بلکہ ہمارے دور کے کئی نامور مصنف بھی نظر آتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ رئیس احمد جعفری سے منسوب اکثر کتابیں ان کے تنخواہ دار عملے کی محنت کا نتیجہ ہیں جن میں سے اکثر پر رئیس جعفری مرحوم نظر ثانی بھی نہ کر سکے۔ اسی طرح مکتبہ فرینکلن نے مولانا صلاح الدین احمد'مولانا غلام رسول مہر اور کئی دوسرے بزرگوں کے نام بطور مترجم استعمال کئے حالانکہ مولانا صلاح الدین احمد کو خود یہ گلا تھا' کہ ان کے نام سے ایک ترجمہ ایسا بھی چھپا ہے جو

معیاری نہیں ۔ اسی طرح سید امتیاز علی کے معروف ڈرامہ "انار کلی" کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کسی اور بزرگ کے زور قلم کا نتیجہ ہے جو ادارہ "پھول" کے ملازم تھے ۔لالہ رگھو ناتھ سہائے نے جو "پھول" کے مقابلہ میں نکلنے والے بچوں کے ہفت روزہ "گلدستہ" کے بانی و مدیر تھے اگر یہ کتاب قاسمی صاحب سے لکھوائی تو کوئی جرم نہیں کیا جبکہ قاسمی صاحب خود اعتراف کرتے ہیں کہ وہ ان پر اتنے مہربان ہوئے کہ طے شدہ معاوضہ سے کئی گنا زیادہ معاوضہ ادا کیا ۔ پھر یہ کہ قاسمی صاحب کے بقول انہوں نے یہ کتاب چار پانچ سو صفحات کی لکھی تھی مگر کانٹ چھانٹ کر مختصر کی گئی ۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ لالہ رگھو ناتھ خود بھی اہل قلم تھے اور فن تحریر و تدوین کے رموز کو بخوبی سمجھتے تھے کہ شائع شدہ کتاب میں کہیں جھول محسوس نہیں ہوتا۔ قاسمی صاحب کے مطابق اس کتاب کی اولین اشاعت "محمدؐ" کے نام سے ہوئی تھی لیکن بعد میں اس کا نام "پیغمبر اسلام" کر دیا گیا ۔ ہمارے نزدیک "چالبازی" لالہ رگھو ناتھ نے نہیں کی کہ قاسمی صاحب کی "محنت" کو اپنے نام سے منسوب کیا بلکہ زیادتی یہ ہے کہ طے شدہ معاوضہ سے زیادہ رقم وصول کرنے کے باوجود لکھاری نے اسے وہ ادبی رنگ نہ دیا' جو ان سے متوقع تھا' کیونکہ بقول خالد اختر "اس کتاب میں غالباً" کوئی ادبی خوبی نہ تھی" راقم الحروف نے اس کتاب کے چند اوراق دیکھے ہیں جو محمد خالد اختر کی اس رائے کی بڑی حد تک تصدیق کرتے ہیں' کتاب سیدھے سادھے انداز اور سلیس اردو میں لکھی گئی تھی اور زیادہ تر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں معروف روایات اور ان کی معروف تعلیمات پر مشتمل ہے مثلاً" "آنحضرت کی عادات" کے زیر عنوان لکھا ہے۔

"مزاج میں انکساری غضب کی تھی' کوئی تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا تو اسے منع کر دیتے خواہ کوئی غلام بھی کھانے کو بلاتا تو اس کے ہاں بلا تکلف چلے جاتے اور سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے جب کسی مجمع میں جاتے تو سب کے ساتھ مل کر بیٹھتے"۔

اسی طرح "حضرت صاحب کی تعلیم" کے زیر عنوان چند سطریں ملاحظہ فرمایئے۔

"آپ نے مسلمانوں کے چار فرائض قائم کئے نماز' روزہ' حج' زکواۃ' پچھلے دو ان لوگوں کے لئے ضروری قرار دیئے گئے جنہیں روپیہ خرچ کرنے کی طاقت ہو"۔

رائے بہادر لالہ رگھو ناتھ سہائے کے لئے جذبہ محرکہ بین المذاہب امن و آشتی کی فضاء

پیدا کرنا اور رہنماؤں کی خود غرضی اور تنگدلی کے باعث پیدا ہونے والے تعصب اور نفرت کی فضا میں سرور کائنات کی حقیقی تصویر پیش کرنا تھا۔ طے شدہ ستر روپے معاوضہ کی بجائے تین سو روپے معاوضہ ادا کرنا لالہ رگھو ناتھ کی حبیبؐ خدا سے محبت اور کتاب میں ظاہر کئے گئے خیالات کو مکمل طور پر اپنے جذبات و خیالات کے طور پر OWN کرنا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ لالہ رگھو ناتھ کا عقیدہ و ایمان یہی تھا۔ اور یوں بھی کتاب ہمیشہ اسی کے نام سے منسوب ہوتی ہے جس کا اس پر نام چھپا ہو۔ پھر زیر نظر کتاب کے ضمن میں تو لالہ رگھو ناتھ نے طے شدہ معاوضہ کے چار گنا سے بھی زائد معاوضہ ادا کر کے ثابت کر دیا کہ اس میں جو کچھ کہا گیا وہ ان کے خیالات و جذبات ہیں، پھر یہ کہ کتاب کا اولین ایڈیشن اس دور میں چھپا کہ جب برصغیر میں آریہ سماجیوں کی دریدہ دہنی اپنے عروج پر تھی، جس کے باعث اکثر و بیشتر ہندو مسلم فسادات ہوتے رہتے تھے ایسے ماحول میں ایک ہندو مصنف اور اہل قلم کی طرف سے "پیغمبر اسلام" کی اپنے نام سے اشاعت بلکہ اسے لکھوانے کا بطور خاص اہتمام کرنا قابل داد اور ان کی نا تعصبی کا ثبوت ہے اس کتاب کے "ابتدائیہ" میں جو یقیناً مصنف کا اپنا لکھا ہوا۔ وہ لکھتے ہے:

"مجھے یہ دیکھ کر بہت رنج ہوتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے مذہبی رہنماؤں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ذرا ذرا سے مذہبی اختلاف پر ایک دوسرے کی جان لینے کو تیار ہو جاتے ہیں" ---- ان کے نزدیک یہ تعصبات و فسادات "لیڈروں کی خود غرضی اور تنگ دلی کے علاوہ "گذارے" کے لئے مال بنانے کی ہوس کا نتیجہ ہیں" وہ خواہش و دعا کرتے ہیں کہ "اگر لوگ دوسرے مذاہب کے بزرگوں کا تعظیم کے ساتھ مطالعہ کریں اور ان کی زندگیوں کا حال پڑھیں تو ایک دوسرے سے محبت کرنا سیکھ جائیں کیونکہ مذہب کا کام محبت پھیلانا ہے نہ کہ نفرت، پرماتما سے میری پرارتھنا ہے کہ وہ ہم سب کو ایک فراخدل اور بے تعصب آنکھ عطا کرے کہ ہم تمام نسل انسانی کو باوجود مختلف اختلافات کے اپنا بھائی سمجھ کر گلے لگا سکیں۔" (۹۴)

حضرت محمدؐ اور اسلام از پنڈت سندر لال

پنڈت سندر لال الہ آبادی کی یہ کتاب ۱۹۴۲ء میں شمیر ناتھ الہ آباد نے وسوانی پریس الہ آباد سے چھپوائی۔ پنڈت سندر لال ادیب ہونے کے علاوہ سیاستدان بھی تھے اور ان کے کئی

مسلمان علماء سے قریبی تعلقات تھے ۔ وہ ایک غیر متعصب اور صداقت شعار انسان تھے ۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ان کا عربی نام جمیل احمد ہے جو دراصل سندر لال کا ترجمہ ہے ۔ یہ ایک مختصر کتاب ہے اس کتاب کے لکھنے کے پیچھے بھی وہی جذبہ کار فرما تھا جس نے اس دور کے دوسرے غیر متعصب اور انصاف پسند غیر مسلموں کو سرور کائناتؐ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے پر مجبور کیا' پنڈت سندر لال نے نہایت سادہ اور شائستہ انداز میں سچائی اور عقیدت کے ساتھ سرور کائناتؐ کی تعلیمات پر قلم اٹھایا ہے زبان عام فہم لیکن ہندی الفاظ سے مرصع ہے نمونہ ملاحظہ فرمایئے ۔

"نماز کے بعد محمدؐ صاحب پھر عائشہؓ کی جھونپڑی میں چلے گئے' وہ بے حد تھک گئے تھے ایک ہری داتون مانگ کر انہوں نے دانت صاف کئے ۔ کلہ کر کے لیٹ گئے عائشہؓ کا ہاتھ محمد صاحب کے دھنے ہاتھ پر تھا ۔ انہوں نے عائشہؓ سے اپنا ہاتھ ہٹا لینے کا اشارہ کیا تھوڑی دیر میں دھیرے دھیرے یہ شبد ان کے منہ سے نکلے "اے اللہ مجھے معاف کر"۔

حضرت محمدؐ کی زندگی ــــــ ایک ہندو کی نظر میں

اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر شنکر داس مہرو ایم بی بی ایس تھے اور انہوں نے یہ کتاب ۵۷ ۔ ۱۹۵۶ء میں بلیما ران دھلی سے خود ہی شائع کی تھی' کہ "پیغمبر اسلام کی سیرت پر لکھنا نہ صرف کار نیک ہے بلکہ کار ثواب بھی" اس لئے انہوں نے "پن" سے محروم ہونا پسند نہیں کیا ۔ تقریباً تین سو صفحات پر محیط اس کتاب میں انہوں نے سرور کائنات کو ایک نئی راہ کے راہنما کی حیثیت سے پیش کیا ہے' ان کے نزدیک "حضرت محمد صاحب وہ مہان ہستی تھے جن کا سر ہمیشہ خدا کے سجدے میں رہا اور جن کا دل جسم اور دماغ انسان کی بھلائی میں' حضرت محمدؐ صاحب وہ انقلابی انسان تھے جنھوں نے تمام عمر بدی کے خلاف جنگ کی اور انسانیت کو اٹھانے کا پروگرام پیش کیا ۔ ۔ ۔ ۔ بلکہ اس کو سختی سے عملی جامہ بھی پہنایا' اور دنیا کو دین اسلام دیا ۔ آپ نے جہاں ایک مہان نیک برہمن کا پارٹ ادا کیا وہاں ایک سچے بہادر کشتری کا بھی' آپؐ پر ہر فرد بشر کو ناز ہونا چاہئے"۔

ڈاکٹر شنکر داس مہرو کا امتیاز یہ ہے کہ وہ ایک حقیقت پسند مورخ کی حیثیت سے تحریک

اسلام اور تاریخ اسلام کو الگ الگ حیثیت دیتے ہیں "تاریخ اسلام مسلم عوام اور مسلم بادشاہوں کی "داستان ہے جس میں نیک و بد دونوں قسم کے عناصر ملتے ہیں اور ان دونوں کو غلط ملط کرنے کا نتیجہ سوائے بد گمانی اور گمراہی کے کچھ نہیں نکلتا۔ ان کے نزدیک دین اسلام کی روح ربوبیت کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار اور اس پر عمل ہے کہ نسل آدم اشرف المخلوق ہے اور انسانوں میں کسی قسم کی تفریق جائز نہیں۔ وہ تحریک اسلام کا تین یعنی مذہبی معاشرتی اور اقتصادی پہلوؤں سے جائزہ لیتے اور ہر پہلو سے اسے ایک مکمل نظام قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک "انسان کا اس جنم اور عاقبت میں سدھار حضورؐ کے نقش قدم پر چلنے ہی میں ہے"۔ (۹۵)

برصغیر کے غیر مسلم مصنفین کی سرور کائناتؐ کی سیرت سے متعلق بعض تحریریں ہندی میں بھی ملتی ہیں' آئندہ سطور میں ایسی ہی چند کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے' جو کلیتا" سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے متعلق ہیں یا ان میں سرور کائنات کا تذکرہ بڑی فراخدلی سے کیا گیا:

نرا شنس اور انتم رشی: از ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے

یہ کتاب ۱۹۷۰ء میں سری سوات ویدانت پرکاشن سنگ دہلی نے شائع کی' اس میں فاضل مصنف نے دلائل و شواہد سے یہ ثابت کیا ہے کہ ویدوں میں "نرا شس" کے نام سے جس ذات اقدس کا ذکر ہے وہ سرور کائناتؐ کے سوا کوئی دوسری نہیں ہو سکتی' کیونکہ دونوں شخصیتوں کے اوصاف میں سو فیصد مشابہت و یکسانیت ہے۔

کالنکی اوتار اور حضرت محمدؐ: از ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے

یہ کتاب بھی سری سورات ویدانت پرکاشن سنگ ہی نے ۱۹۶۹ء میں شائع کی تھی۔ اس میں فاضل مصنف نے براھین و شواھد سے ثابت کیا ہے کہ ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں "آخری اوتار" کی جن خصوصیات کا تذکرہ ہے' وہ صرف حضرت محمدؐ میں پائی جاتی ہیں اور جس کالیکی (کلکی) اوتار کا انتظار تھا وہ آنحضرتؐ ہی تھے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"گیتا وید پرانوں کی تحقیق کے مطابق جس طرح محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسلمانوں کے آخری نبی ہیں' اسی طرح ہندوؤں کے آخری اوتار بھی تھے"۔

ہندومت میں "آخری اوتار" کی جو خصوصیات بتائی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) پرانوں میں آخری اوتار کی سواری گھوڑا بتائی گئی ہے جو تیز رفتار ہو گا ' اس گھوڑے کو "دیودت" یعنی دیوتا کا عطیہ قرار دیا گیا ہے ۔ (براق النبی)

(۲) وہ آٹھ الٰہی صفات سے آراستہ ہو گا ۔

(ا) علم و دانائی (ب) عالی نسبی (ج) نفس پر قابو یافتہ (د) حامل وحی (ذ) طاقتور بہادر (ر) کم سخن (ز) صدقہ خیرات کرنے والا (س) شکر گذار اور احسان مند

(۳) جگت پتی یعنی معلم انسانیت ۔

(۴) آخری اوتار کی سب سے بڑی نشانی یہ ہو گی کہ وہ بدکاری کو مٹائیں گے اچھے لوگوں سے کچھ نہیں کہیں گے ۔

(۵) آخری اوتار کے چار مدد گار ہوں گے جو ہر طرح اس کی حمایت کریں گے۔ (خلفائے راشدین)

(۶) جنگ میں ان کی مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتریں گے۔ (ولقد نصر کم اللہ ببدر انتم اذلتہ سورہ آل عمران : ۱۲۳)

(۷) آخری اوتار کا جسم پر نور ہو گا۔ اس جیسا پرنور کوئی دوسرا اوتار نہیں ہو گا ۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے مبارک چودھویں رات کے چاند سے زیادہ تاباں و درخشاں تھا' رواۃ انس بن مالکؓ)

(۸) آخری اوتار کے جسم سے خوشبو نکلے گی جو ہوا میں مل کر لوگوں کے دلوں کو نرم کرے گی ۔ (میں نے کوئی عطر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے کی خوشبو سے زیادہ اثر آفرین نہیں پایا ۔ رواۃ انس بن مالکؓ)

(۹) آخری اوتار معاشرے کی عظیم اصلاح کریں گے ۔

(۱۰) آخری اوتار کی پیدائش شمبھل کے " وشنوئش " (وشنو بھگت) کے یہاں ہو گی اور والدہ کا نام سومتی ہوگا ۔ (شمبھل کے معنی ہیں امن کا گھر اور مکہ مکرمہ ہی دارالامن ہے' وشنوئس یا وشنو بھگت کے معنی اللہ کا بندہ یعنی عبداللہ اور سومتی کے معنی امن والی کے ہیں اور یہی معنی "آمنہ" کے ہیں)

پنڈت اپادھیائے کلکی اوتار کی علامات اور سرور کائناتؐ کے خصائل و عادات و حالات

میں پوری طرح مناسبت اور یکسانیت پاتا ہے اور انہیں ہی ہندوؤں کے کلکی اوتار اور انتم رشی قرار دیتا ہے۔ پنڈت وید پرکاش کے مطابق اس کتاب کو لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ انہیں ان کے ضمیر کی آواز نے مجبور کیا' کہ سچ کا اظہار کر دیا جائے وہ لکھتے ہیں "میرا کام صرف سچائی کو پہنچا دینا ہے حضرت عیسیٰ نے جن احمد کی پیشگوئی کی تھی اور وید ویاس جی نے جن کلکی اوتار کا تفصیلی ذکر کیا ہے' ان کی گواہی دینا میرا کام ہے' عیسائی مانیں نہ مانیں لیکن ہندو انہیں ضرور مانیں گے" (۹۶)

اسلام کے پیغمبر' حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: از پروفیسر راؤ

یہ کتاب پروفیسر کے ایس رانا کرشنا راؤ کی تصنیف ہے اور اسے کرینٹ پبلشنگ کمپنی دھلی نے ۱۹۸۳ء میں شائع کیا۔ اس کا اصل مسودہ انگریزی میں تھا' جسے فاضل مصنف نے خود ہی اردو اور ہندی میں ترجمہ کیا' پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ:

"سرور کائنات کی پوری شخصیت کا احاطہ کرنا بہت ہی مشکل ہے' میں ان کی ذات اقدس کی صرف چند جھلکیاں ہی دیکھ سکا ہوں۔" پھر کہتے ہیں "محمدؐ پیغمبر اعظم ہیں' محمدؐ عظیم سپہ سالار ہیں۔ محمد ایک بہت بڑے تاجر ہیں' محمدؐ ایک زبردست مقرر ہیں' محمدؐ عظیم ریفارمر ہیں' محمدؐ یتیموں کے ماویٰ ہیں' محمدؐ غلاموں کے ملجا ہیں' محمدؐ خواتین کے نجات دہندہ ہیں۔ محمدؐ ایک عظیم منصف ہیں۔ محمد مہارشی ہیں' ہر میدان میں ان کا کردار عظیم الشان ہے' اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں وہ ایک عظیم ہیرو کی حیثیت رکھتے ہیں"۔ (۹۷)

ان کتابوں کے علاوہ کئی غیر مسلم دانشوروں نے ہندی اور دیگر مقامی زبانوں میں بھی سرور کائناتؐ کی ذات اقدس کے بارے میں کتابیں اور مضامین لکھے ہیں۔ جن سب کا تذکرہ تو یہاں ممکن نہیں' البتہ چند ایک تحریروں کے اقتباس پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ سردار سورن سنگھ اپنے شاعرانہ ہندی مضمون "ویرتا" میں لکھتے ہیں۔

"ذرا رکیئے' ایک یتیم جو دنیا کے ہنگاموں سے دور ایک سر راہ پتھر کی طرح غار حرا میں محو خواب تھا' کوئی اسے نہیں جانتا تھا' وہ ایک متمول خاتون کی ملازمت کرتا تھا' اس کی دنیاوی حیثیت ایک عام آدمی سے مختلف نہ تھی' لیکن وہی گمنام شخص جب الہامی آواز پر اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے ہزاروں چنگاریاں سلگا دیں' جن کے باعث ریگزار عرب کا ظلمت کدہ یکایک روشن ہو گیا۔ اس

عظیم ہیرو کی ضیاء پاش آنکھوں نے اندر پرستا (دہلی) سے لے کر سپین تک ایک دنیا کو منور کر دیا۔ گمنام حرا سے اس نے جو آواز دی ہاں! ہاں! پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت کی گواہی (اللہ اکبر) دی تو پوری کائنات اس سے لرز اٹھی"۔(۹۸)

ایک دوسرے ہندی دانشور ناگیشوار پرشاد نے اپنے مضمون "پریم بھگت حضرت محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سرور کائنات پر باندھے جانے والے اتہامات کا جواب دیا ہے' وہ لکھتا ہے۔

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دنیا میں سب سے مخلص اور عظیم ترین پریم بھگت تھے۔ وہ عظیم پیغمبر تھے' اور جو شخص بھی غیر جانبدار اور غیر متعصب ہو کر ان کی زندگی کا جائزہ لیتا ہے وہ پکار اٹھتا ہے کہ وہ ایک عظیم مذہبی مبلغ تھے"۔ (۹۹)

ایک تامل اخبار کے ایک سابق مدیر مسٹر ادھیار نے "اسلام سے مجھے پیار ہے" کے نام سے تامل اور ہندی میں ایک نہایت ہی موثر کتاب لکھی ہے' اس میں وہ لکھتے ہیں:۔

"اسلام کی گرانقدر دولت دنیا کو ایک غیر محفوظ اور بے بس یتیم سے ملی ہے' یہ تاریخ انسانی کا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے کہ کس طرح ایک یتیم کا پیغام دنیا کے ایک کونے سے دوسرے سرے تک پہنچا اور سپین سے چین تک پھیلا۔ اسلام کے اس ہمہ گیر پھیلاؤ کا راز سرور کائنات کی معصوم اور بے داغ نجی اور معاشرتی زندگی میں ہے۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ محمدؐ کی شخصیت انسانیت کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے" (۱۰۰) شکر الحمد للہ کہ مسٹر ادھیار نے بعد میں اسلام قبول کر لیا۔

جنوبی ہند کے ایک ممتاز بدھ مذہبی رہنما سوامی آنند اپنے ایک تامل مضمون "پیغمبر اعظم۔ ایک معجزہ" میں لکھتے ہیں:۔

"بدھ مت میں پورے چاند کو نہایت اہمیت حاصل ہے' مہاتما بدھ پورے چاند کی رات ہی پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے گیان بھی بدر کامل کی رات میں حاصل کیا اور انتقال بھی بدر کامل کی رات ہوا۔ یہ بدر کامل آسمان پر نظر آتا ہے' لیکن ایک بدر کامل ایسا بھی ہے جو اس دھرتی پر چلتا پھرتا اور بھگوان واشیور کا پیغام پہنچاتا نظر آتا ہے' میرے نزدیک یہ بدر کامل حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں' سورج جو ہمارے سیارے کی زندگی کا اصل منبع ہے اپنی حدت اور گرمائش

سے پریشان کرتا ہے‘ لیکن بدر کامل انتہائی دلپسند انداز میں اپنا نور پھیلاتا ہے اور لوگوں کے لئے خوشی و طمانیت کا باعث بنتا ہے۔

میرے لئے رسول اقدس کی زندگی اور تعلیمات بدر کامل کی طرح ہیں‘ دنیا میں بڑے بڑے ریفارمر گذرے ہیں‘ جن کی زندگی کے انداز بھی نہایت دلکش تھے لیکن ان کی تعلیمات زیادہ دیر تک موثر ثابت نہ ہوئیں‘ اسی طرح بعض نام نہاد ریفارمر ایسے بھی تھے جو آگ کا ایندھن بنے‘ کیونکہ وہ اخلاقیات سے عاری تھے لیکن رسول مقدسؐ کی زندگی بے داغ بدر کامل کی سی ہے۔ ان کی تعلیمات بھی ٹھنڈک بخشنے والے بدر کامل کی طرح ہیں۔ پیغمبر اعظم کی زندگی اور تعلیمات میں کوئی تضاد نہیں‘ اس لئے ان کو "انسانیت کے لئے بہترین نمونہ" قرار دیا جاتا ہے۔" (۱۰۱)

نثر نگاروں کے علاوہ غیر مسلم شاعروں نے بھی خلوص و عقیدت کے ساتھ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی کی ہے اور ان سے نجات و شفاعت طلبی کی امید کا اظہار کیا ہے‘ بعض غیر مسلم شعرا کے نعتیہ مجموعے بھی ملتے ہیں‘ ان میں مہاراجا سرکشن پرشاد (متوفی ۱۹۴۰) کا "ہدیہ شاد"۔ دلو رام کوثری (جو بعد میں مسلمان ہو کر کوثر علی کوثری کہلائے) کا "مجموعہ کوثری" (۱۹۲۴) "آب کوثر" (۱۹۲۹) "اسرار اردو"۔ پنڈت عرش ملسیانی کا "آہنگ حجاز"۔ لچھمی نرائن شفیق کا "معراج نامہ"۔ چرن سرن ناز مانک پوری کا مجموعہ "رہبر اعظم" نیز لکھن لال لکھن‘ منشی شنکر لال ماتی کے نعتیہ مجموعے اردو میں ہیں‘ جبکہ بعض غیر مسلموں نے ہندی پنجابی‘ میواتی میں بھی بارہ ماسوں‘ معراج ناموں اور مولود ناموں کی شکل میں سرور کائنات کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ ہندی میں ودیانند کا مجموعہ "پیغمبر اسلام" رسول اللہ کی منظوم سوانح حیات ہے‘ جس میں تعلیمات اسلام کو بھی منظوم کیا گیا ہے‘ یہ کتاب ۱۹۸۳ء میں پستک پرکاشن پٹنہ نے شائع کی ہے اور ڈھائی سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس طرح ایک تامل شاعر ولاٹول نے بھی تامل زبان میں منظوم سوانح حیات لکھی ہے۔ ویسے اردو میں نعت کہنے والے غیر مسلم شعرا کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان میں پنڈت دیا شنکر نسیم‘ عزت سنگھ دلیش دہلوی‘ سندر لال شگفتہ‘ تلوک چند محروم‘ آنند نرائن ملا‘ نریش کمار شاد‘ جوش ملسیانی‘ رانا بھگوان داس بھگوان‘ پنڈت برج موہن وتاتریہ کیفی‘ پنڈت رگھوناتھ راوؔ‘ پربھودیال مصرا‘ شیو پرشاد وہبی لکھنوی‘ درگا سہائے سرور‘ راجندر بہادر‘ موج فتح گڑھی‘ بسمل الہ آبادی‘ ہری چند اختر‘ ستیہ پال اختر رضوانی‘ اندر جیت

تفتہ، شکیل امرتسری، تارا چند تارا لاہوری، ہرگوپال تفتہ، پیارے لال رونق دہلوی، ساحر ہوشیار پوری، پربھودیال عاشق لکھنوی، عرش صہبائی، لالہ لال چند فلک، امر چند قیس جالندھری، مخمور جالندھری، اودھے ناتھ نشتر لکھنوی، کالکا پرشاد، ہیرا نند سوز، جگن ناتھ آزاد، فراق گورکھپوری، گوپی ناتھ امن، سادھو رام آرزو سہارنپوری، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر جیسے نامور شعرا بھی شامل ہیں اور بعض ہندو نعت گو تو بہت سے مسلم نعت گوؤں سے بھی بعض معاملوں میں سربلند نظر آتے ہیں کہ ان کی نعتوں میں باطنی دلکشی، فکری راست روی اور حسن عقیدت کا التزام اور سادگی بیان اور ذوق و شوق کی وارفتگی کا دل پذیر اظہار ہے۔

چند نمونے ملاحظہ فرمایئے۔ پربھودیال عاشق لکھنوی کہتے ہیں

بادشاہ دوسرا ہے کون ؟ کوئی بھی نہیں
شافع روز جزا ہے کون ؟ کوئی بھی نہیں
صدر بزم انبیاء ہے کون ؟ کوئی بھی نہیں
اور محبوب خدا ہے کون ؟ کوئی بھی نہیں
میرے آقا کے علاوہ میرے حضرت کے سوا

پنڈت ہری چند اختریوں مدحت سرا ہیں۔

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسن کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا !!
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا !!!!
"اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا"

جگن ناتھ آزاد خوشیاں مناتے ہیں۔

بشر بن کر جمال اولین (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے
متاع صدق لے کر صادق الوعدو امین آئے !!
مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلینؐ آئے !!
سحاب زخم بن کر رحمت العالمینؐ آئے !!

عرش ملسیانی گواہی دیتے ہیں۔

نہ قول و عمل میں کوئی فرق مطلق
پیامی سراسر پیام اللہ ! ! !
یہ ملت کی شیرازہ بندی کا آئین
یہ تنظیم دین کا نظام اللہ اللہ

برج موھن دتاتریہ کیفی کی ایک نعت کا مطلع و مقطع ملاحظہ ہو ۔

ہو شوق نہ کیوں نعت رسول دو سرا کا — مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا
ہے حامی و ممدوح مرا شافع محشر ! — کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روز جزا کا

دلو رام کوثری کہتے ہیں ۔

کچھ عشق پیمبر میں نہیں شرط مسلمان
ہے کوثری ہندو بھی طلبگار محمدؐ ! ! !

ناز مانک پوری ختم المرسلینؐ کا اقرار کرتے ہیں ۔

یہ آخری اعزاز ہے اس پر نبوت ختم ہے !
اس پر سیاست ختم ہے اس پر شریعت ختم ہے

دامودر زکی ٹھاکور کو دیکھئے کیا تیور ہیں ۔

اپنا سکے نہ گر تو سرکار کے قرینے ! — اے بد نصیب جینے پھر کیوں چلا ہے جینے
سیرت نبی کی یعنی جینے کے ہیں قرینے — نقش قدم نبی کے عرش بریں کے زینے

رام پیاری لکھنوی نازاں ہے ۔

کس طرح بدلہ ہو احسان محمدؐ کا ادا ! ! !
عورتیں ان کے قدم کی خاک ہوں تو ہے بجا

رونق دھلوی پر امید ہیں ۔

عفو ہو جائیں گی محشر میں خطائیں ساری
داور حشر کو دوں گا حوالہ تیرا ! ! !

لالہ مدن لال ساحر کہتے ہیں ۔

نہیں ہے خوف کچھ روز جزا کا

وسیلہ ہے مجھے خیر الوریٰ کا

ڈاکٹر انجنا سندھیر آرزو کرتی ہیں۔

میں بھی آنکھوں سے کبھی گنبد خضرا دیکھوں
آرزو ہے شہر بطحا کا میں روضہ دیکھوں !!
مجھ پر بھی شاہ دو عالم کی نظر ہو جائے
اوج پر اپنے مقدر کا ستارہ دیکھوں !!

اور کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کہتے ہیں۔

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارہ تو نہیں !!!
خود بخود ان کے تصور سے سنور جاتا ہے !!
ہم نے خود اپنے مقدر کو سنوارا تو نہیں !
محتسب حشر میں مانگے تیرے بندوں سے حساب
تجھ کو محبوبؐ خدا یہ بھی گوارا تو نہیں !!

لالہ بیلی رام کشمیری پر عزم ہیں۔

آپ ہی محبوب مولا شافع محشر ہیں آپؐ
آپ ہی تسنیم کے مالک ہیں، کوثر آپؐ کا
رام کو چاہے زمانہ چھوڑ دے پرواہ نہیں
رام سے لیکن نہ چھوٹے گا نبیؐ در آپؐ کا

لالہ امرناتھ قیس یوں مدحت سرا ہیں۔

جلوہ فگن خدا کا نور تیری جبین ناز پر !!!
جھک گئے جس کے رو برو دیکھو کافروں کے سر
تو ہی خدا کا آخری دھر میں ہے پیامبر !!!
ترا عمل خدا کا حکم تیرا وطن خدا کا گھر !

صل علیٰ محمد صل علیٰ محمد

پروفیسر تلوک چند محروم کہتے ہیں۔

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر
مبارک پیشرو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے !!
انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطراف عالم میں !!
شمیم جانفزا لاتی ہے مکے اور مدینے سے !!

اور گوپی ناتھ امن یوں نعت خواں ہیں۔۔

شفیع امم رحمت عالمین ہے ! ! فقط وہ متاع مسلماں نہیں ہے ! !
نظام کہن کو کیا پارہ پارہ ! ! تری ذات والا نمو آفریں ہے ! !
یہ لڑتے قبیلوں کو کس نے بتایا محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
جہاں سے سدا نور پھیلا جہاں میں مرے ایشیا کی عجب سرزمیں ہے ! !
ترے میکدے کی رہے خیر ساقی ! !
یہ کاسہ ہے میرا یہ میری جبین ہے

اردو اور ہندی کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کی علاقائی زبانوں میں بھی غیر مسلموں نے سرور کائناتؐ کے حضور اپنے اپنے انداز میں خراج عقیدت پیش کیا ہے اور ان کی ذات اور تعلیمات پر قلم اٹھایا ہے۔ مثلاً سندھی زبان میں لال چند امر وسنمل ڈنو کی "محمد رسول اللہ صلعم عرف حضرت محمد صلعم جی حیاتی وجواحوال" (۱۹۱۰ء) بھرت چند ڈیٹل مل کی "اسلام جو پیغمبر" (۱۹۳۱ء) امر لعل و سنمل ہنگورانی کی "میر محمد عربی صلعم" (۱۹۴۷ء) اور جیٹھ مل پرسرام کی "پیغمبر اسلام" (۱۹۴۸ء) سیرت رسول کی مستقل کتابیں ہیں جن میں ہندو مصنفین نے اپنے والہانہ عشق کا اظہار کیا ہے۔

ھاں! بدقسمتی سے بعض ہندوؤں نے سرور کائناتؐ کی ذات اقدس پر کیچڑ بھی اچھالا ہے اور اس کا سبب انیسویں صدی کے ربع اول کی شدھی، سنگھٹن کی وہی آریہ سماجی تحریکیں ہیں جن کے باعث انصاف پسند، اور غیر متعصب ہندو سکھ اور دیگر غیر مسلم ابنائے وطن نے حق گوئی سے کام لیتے ہوئے مدحت رسول میں کتابیں اور مضامین لکھے۔ سب و شتم کی اس مذموم مہم کا آغاز اس

خطہ ارض پر آریہ سماجی رہنما سوامی دیانند سرسوتی کی "ستیارتھ پرکاش" سے ہوا بعض محققین کی رائے ہے کہ آریہ سماجی رہنماؤں کی مسلم آزار تحریروں کو برطانوی حکمرانوں کی آشیرباد حاصل تھی' کہ وہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی پر کامیابی سے آگے بڑھنا چاہتے تھے اور وہ اپنی اس سازش میں بڑی حد تک کامیاب رہے۔ "ستیارتھ پرکاش" کے چودھویں باب میں رسول عربیؐ کی حیات طیبہ اور ازواج مطہرات پر گستاخانہ تبصرے اور قرآن مجید کی بعض آیات کی ترمیم و تنسیخ پر زور دیا گیا ہے کچھ غیر جانبدار محققین کا خیال ہے کہ ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب سوامی دیانند سرسوتی کا لکھا ہوا نہیں۔ آنجہانی کے زیر انتظام فقط تیرہ باب شائع ہوئے تھے۔ اس شیطانی باب کا اضافہ بعد میں ہوا' جو دراصل مرزا غلام احمد کی آریہ سماجیوں کے بارے میں دریدہ دھنی کا ردعمل تھا' یا شرپسندوں کی شرارت گاندھی جی کہتے ہیں "اس فتنے کا آغاز مرزائی مبلغین نے کیا ہے' جنہوں نے اپنے لٹریچر میں ہندو مذہب کو ہمیشہ نشانہ طنز بنایا۔ سوامی دیانند سرسوتی کو غلیظ گالیاں دیں اور ہندو رسوم پر سفیہانہ تمسخر کیا۔ اس پر بعض نادان آریہ سماجیوں نے انتقاماً" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین شروع کر دی" (۱۴۲)' آغا شورش کاشمیری نے بھی "تحریک ختم نبوت" کے صفحہ ۲۴ پر اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ قصہ مختصر ۱۹۲۳ء میں اقبال روڈ لاہور کے ایک بدبخت ہندو کتب فروش راجپال نے "رنگیلا رسول" کے نام سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر ایک انتہائی شرمناک اور کذب افترا کتاب لکھی' جو ۹۶ صفحات پر مشتمل تھی' اس کتاب کا علمی رد مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری نے "مقدس رسول" لکھ کر کیا۔ راجپال کی رسوائے زمانہ کتاب کی طرح کی دوسری کتاب جو برصغیر پاک و ہند میں لکھی گئی' اڈھر ناک نامی شخص نے تامل زبان میں لکھی لیکن دونوں ملعونوں کا حشر عبرتناک ہوا۔

حوالہ جات

۱) تاریخ مشائخ چشت جلد پنجم مرتبہ خلیق احمد نظامی صف ۵۸

۲) فتاوی عزیزی جلد اول صف ۱۳۲ ـ ۱۳۴

۳) بحوالہ مولانا اخلاق حسین قاسمی ماہنامہ روبی دھلی فروری ۱۹۸۸ء صف ۱۳

۴) اگر اب بھی نہ جاگے تو ــــــــ نتیجہ فکر مولانا شمس نوید عثمانی مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور' ۱۹۹۱ء صف ۴۳

۵) ایضاً" صف ۹۳ '

۶) کتاب التیجان فی ملوک حمیر مطبوعہ دائرہ المعارف عثمانیہ حیدر آباد طبع اول صف ۴۷۲

۷) تاریخ تمدن ہند از محمد مجیب مطبوعہ دھلی صف ۵۰۰

۸) ٹائمز آف انڈیا ' جولائی ' اگست ۱۹۳۵ء

۹) As quoted by Griffith in the preface of First Edition of "Hymns of Rigveda"

۱۰) Dubiosin -- Hinda Manners ' Customs and Ceremonies -- p . 174

۱۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "اگر اب بھی نہ جاگے تو ــــــ نتیجہ فکر شمس نوید عثمانی ' صفحہ ۱۳۰ و دیگر ـ

۱۲) رگ وید ' ۱ ـ ۱۲ ـ ۱

۱۳) رگ وید ' ۵ ـ ۳ ـ ۳

۱۴) رگ وید ' ۳ ـ ۲۹ ـ ۳

۱۵) رگ وید ۱ ـ ۱۳ ـ ۱۴

۱۶) رگ وید ' ۱ ـ ۴۴ ـ ۱۱

۱۷) رگ وید ـ ۳۶ ـ ۱۹

۱۸) اتھرو وید ' ۲۰ ـ ۱۲۷ ـ ۱ تا ۳

۱۹) بحوالہ سنسکرت انگلش لیکسین از مونیئر ولیمز

۲۰) اتھرو وید ـ ۲۰ ـ ۱۲۷' ۴ نیز ملاحظہ ہو قرآن مجید کا ارشاد "اے پیغمبر! ہم نے تمہیں خیرکثیر عطا کیا ہے' پس اس کے شکریہ میں اپنے رب کی نماز پڑھو اور اسی کے نام کی قربانی کرو" (القرآن ـ ۱۰۸ ـ ۱ تا ۳)

۲۱) القرآن ـ ۳۳ ـ ۲۳

۲۲) القرآن ـ ۳۳ ـ ۲۴

۲۳) رگ وید ـ ۱ ـ ۵۳ ـ ۶

۲۴) القرآن ' ۳۳ ـ ۹

۲۵) کتاب استثناء باب ۳۳ آیت ۱

۲۶) غزل الغزلات ' باب ۵

۲۷) رگ وید ـ ۸ ـ ۹۶ ـ ۱۳ تا ۱۵ سام وید ـ ۳ ـ ۱۰ ـ ۱
اتھروید ـ ۲۰ ـ ۱۲۷ ـ ۷ تا ۹

۲۸) یجروید ۳۱ ـ ۱۸

۲۹) رگ وید ' ۸ ـ ۶

۳۰) رگ وید ۸ ـ ۹ ' ۱۰

۳۱) رگ وید ـ ۱ ـ ۱۳ ـ ۳

۳۲) رگ وید ـ ۱ ـ ۱۸ ـ ۹

۳۳) رگ وید ' ۱ ـ ۱۰۶ ـ ۴ ' ویدوں کے انگریزی مترجم گرنتھ نے اسی منتر کا ترجمہ
کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نراشس اگنی کا ایک پر اسرار نام ہے۔

۳۴) سام وید ـ ۲ ـ ۶ تا ۸

۳۵) اتھرو وید ' ۲۰ ـ ۱۲۷

۳۶) اتھرو وید ' ۲۰ ـ ۱۲۷ ـ ۱۷

۳۷) اتھرو وید ' ۲۰ ـ ۱۲۷ ـ ۱۱ ' قرآن مجید کی سورہ مدثر کے الفاظ پر بھی غور کیجئے

۳۸) رگ وید ' ۳ ـ ۲۹ ـ ۱۱ ویدوں کے انگریزی مترجم گرفتھ نے ماتریشوا کو سب سے پر اسرار لفظ قرار دیا ہے۔

۳۹) رگ وید ' ۱۰ ـ ۴۵ ـ ۱

۴۰) رگ وید ' ۱۰ ـ ۴۵ ـ ۲

۴۱) اگر اب بھی نہ جاگے تو ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ نتیجہ فکر شمس نوہ عثانی صفحہ ۱۳۲

۴۲) تاریخ تمدن ہند از محمد مجیب صفحہ ۵۰

۴۳) بھوشیہ پران' پرتی سرگ' پرو ۳ ـ ۳ ' ۳ ' ۵ ـ ۸ مطبوعہ و نیکٹیشوار پریس بمبئی' یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کیلئے لفظ محامد استعمال کیا گیا ہے۔

۴۴) بھوشیہ پران ' پرتی سرگ ' پرو ۳ ـ ۳ ' ۲۰ ـ ۲۵

۴۵) جگت گرو از مولانا صدیق دیندار مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ ص ۲۰

۴۶) پتنک بہادروں کا دسواں اسکنڈ (سمرت وسا ا سکنت) بحوالہ پیغمبر اعظم جلد اول از مولانا طاہر حسن امروہی

۴۷) مہا بھارت شانتی پرداوھانیہ' ۳۴۰

۴۸) جگت گرو' صفحہ ۲۱ ـ ۲۲

۴۹) رامائن حاشیہ پربھاکا' گوسائین تلسی داس بحوالہ پیغمبر اعظم جلد اول مولانا امیر حسن امروہی

۵۰) کلکی اوتار اور محمد صاحب ' پنڈت وید پرکاش جی صفحہ ۱۸

۵۱) Gospels of Bhudda by Carus P- 217

۵۲) مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ' از چوہدری غلام رسول لاہور' ۲۶۶

۵۳) جنم ساکھی' بھائی بالا' نواں ایڈیشن صفحہ ۱۴۲

۵۴) ہند مالا صفحہ ۲۹، مانک پربھو کی تعلیمات پر مبنی کتاب، مانک پربھو کی گدی ہمنا آباد کے علاقہ مانک نگر میں ہے اور لاکھوں برہمن آج بھی ان کے معتقد ہیں۔

۵۵) اقتباس بشکریہ Radiance دہلی شمارہ ۲۸ جون ۱۹۹۲ء صفحہ ۵

۵۶) اردو میں سوانح نگاری از ڈاکٹر سید شاہ علی ص ۲۴۲، ۲۴۳

۵۷) سرور کونینؐ ۔ اغیار کی نظر میں، مرتبہ بشیر احمد سید مطبوعہ گوجرانولہ ص ۶

۵۸) رسولؐ عربی از جی ایس دارا مجلس اردو لاہور، ۱۹۴۱ء ص ۱۱

۵۹) عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ص ۴

۶۰) ایضاً صفحہ ۲

۶۱) ایضاً صفحہ ۱۱

۶۲) ایضاً صفحہ ۲۲

۶۳) ایضاً صفحہ ۲۳

۶۴) ایضاً صفحہ ۲۶

۶۵) ایضاً صفحہ ۲۷

۶۶) ایضاً صفحہ ۳۰

۶۷) ایضاً صفحہ ۲۹

۶۸) ایضاً صفحہ ۳۰

۶۹) اردو نثر میں سیرت رسولؐ، ڈاکٹر انور محمود خالد، لاہور ص ۴۹۰

۷۰) ایضاً صفحہ ۴۸

۷۱) عرب کا چاند، سوامی لکشمن پرشاد جی، لاہور صفحہ ۴۷

۷۲) ایضاً صفحہ ۳۶۱

۷۳) ایضاً صفحہ ۴۱۴

۷۴) حضرت محمد صلعم بانی اسلام از شردھے پرکاش دیو جی، لاہور طبع سوم ۱۹۱۰ صفحہ ۵

۷۵) ایضاً صفحہ ۶

۷۶) ایضاً صفحہ ۷

۷۷) ایضاً صفحہ ۴

۷۸) ایضاً صفحہ ۱۳۳

۷۹) بانی اسلام، شردھے پرکاش دیو، مکتبہ شاہکار لاہور، ۱۹۷۹ء ص ۲ (شاہکاریہ)

۸۰) بانی اسلام، شردھے پرکاش دیو مطبوعہ نو کشور، لاہور، ۱۹۱۰ طبع سوم ص ۱۳۴

۸۱) ایضاً صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶

۸۲) ایضاً صفحہ ۹۳

۸۳) ایضاً" صفحہ ۲۴

۸۴) رسول عربیؐ' جی ایس دارا ' ماڈل ٹاؤن' لاہور ۱۹۴۱ ص ۱۳ تا ۱۶ (تمہید از مصنف)

۸۵) ایضاً" دیباچہ از سید سلیمان ندوی ص ۹ ـ ۱۰

۸۶) ایضاً" تمہید از مصنف ص ۱۴ ـ ۱۶

۸۷) ایضاً" ص ۲۰

۸۸) ایضاً" ص ۲۳ ' ۲۴

۸۹) ایضاً" ص ۷ ' ۸

۹۰) ایضاً" ص ۱۱ (ریویو اخبار ہمدرد ' دہلی)

۹۱) اردو نثر میں سیرت رسولؐ ' ڈاکٹر انور محمود خالد ص ۴۸۳

۹۲) اردو نثر میں سیرت رسولؐ ' ڈاکٹر انور محمود خالد حاشیہ ص ۴۹۲ ' ۴۹۳

۹۳) پیغمبر اسلام ' لالہ رگھو ناتھ سہائے دیباچہ ص ۵

۹۴) پیغمبر اسلام ' لالہ گھو ناتھ سہائے مطبوعہ لاہور ' دیباچہ ' ص ۵

۹۵) اس تبصرہ کے لئے ماہنامہ نئی راہ بمبئی کے ۱۹۵۷ء کے ایک خصوصی شمارہ سے استفادہ کیا گیا ـ

۹۶) اقتباس کلکی اوتار اور محمد صاحب بحوالہ پیغمبر اعظم جلد دوم مولانا طاہر حسن امروھی

۹۷) بحوالہ ریڈیئنس (Radiance) دھلی ' شمارہ ۲۸ جون ۹۳ ' ص ۱۰

۹۸) اقتباس از نئی نبدھ چین کا (Niabandh Chineka) مطبوعہ نیشنل پبلشنگ ہاؤس دھلی ۱۹۶۱ء

۹۹) ماخوذ از "اسلام ایک مدھر ابھار" مطبوعہ مرکزی مکتبہ اسلامی دھلی ۱۹۷۱ء

۱۰۰) "اسلام جس سے مجھے پیار ہے " مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی ۱۹۸۲ء ص ۱۰

۱۰۱) "رسول اللہ ـ ایک معجزہ" سوامی آنند بحوالہ ریڈیئنس دہلی شمارہ ۱۲ جولائی ۱۹۹۲ء صف ۸

۱۰۲) ینگ انڈیا ' ۱۹ جون ۱۹۲۴ء